اِجتہاد

اور

اس کا دائرہ کار

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ادارہ منہاج القرآن

۳۶۵ - ایم ماڈل ٹاؤن - لاہور

Marfat.com

Marfat.com

اجتہاد

اور

اس کا دائرہ کار

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ادارہ منہاج القرآن

۳۶۵- ایم ماڈل ٹاؤن - لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں۔

نام کتاب ———— اجتہاد اور اس کا دائرہ کار
تصنیف ———— پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
صفحات ———— ۲۴
اشاعت بار اوّل ———— دسمبر ۱۹۸۴ء
تعداد ———— تین ہزار
اشاعت بار دوم ———— نومبر ۱۹۸۵ء
تعداد ———— چار ہزار
اشاعت بار سوم ———— مئی ۱۹۸۷ء
تعداد ———— پانچ ہزار
مطبع ———— المطبعۃ العربیہ، لاہور
قیمت ———— ۴ روپے

نوٹ: پروفیسر صاحب کی تمام تصانیف اور خطابات و تقاریر کے ریکارڈ شدہ کیسٹوں سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی ان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے ادارہ منہاج القرآن کے لیے وقف ہے۔

جاوید القادری
ناظم شعبہ نشر و اشاعت

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

Marfat.com

حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبر

NO. S-O. (P.I.) 4-1/80. P-IV. 31st July 1984

کے مطابق ہماری تمام کتب پنجاب کے سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لیے

سرکاری طور پر منظور شدہ ہیں

Marfat.com

اسلام میں قانون سازی کا دائرہ عمل

اسلام میں قرآن و سُنّت کو مستقل، دائمی، غیر مشروط اور غیر متبدّل ماخذ قانون کی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے ہر دَور میں جب بھی کسی سطح پر قانون سازی کا عمل وجود میں آئے گا تو وہ بہر صورت قرآن و سُنّت کے تابع ہوگا۔ اس بنیادی اصول کو طے کر کے اب ہم قانون سازی کے دائرہ عمل کا اجمالی خاکہ عرض کرتے ہیں۔ اسلام میں قانون سازی دو طرح کی ہو سکتی ہے :-

۱- تشکیلی قانون سازی (FORMULATIVE LEGISLATION)

۲- تشریحی قانون سازی (INTERPRETATIVE LEGISLATION)

اسلامی ریاست میں قانون سازی کا سارا عمل "اصولِ اجماع" کے تحت ہوگا۔

تشکیلی قانون سازی

۱- تشکیلِ آئین و دستور (FORMULATION OF — CONSTITUTIONS AND STATUTES)

آئین تحریری ہو یا غیر تحریری، ہر ریاست کے اپنے سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور علاقائی حالات کے تناظر میں آئین تیار کرنا قانون سازی کا پہلا کام ہے۔

Marfat.com

۲- تشکیلِ قوانین (تجربیات) (RULES OF IMPLEMENTATION)

اس سے مراد ایسے قوانین تیار کرنا ہے جو احکام وحدودِ شریعت کے نفاذ اور اقدارِ اسلامی کے صحیح فروغ کے لیے ممد ہوں۔ ان کا تعلق زیادہ تر ضابطہ جاتی قوانین سے ہے۔

۳- تشکیلِ جزئیات (FORMULATION OF DETAILED — RULES OF LAW)

بعض ان احکامِ شریعت کی تفصیلات وجزئیات طے کرنا جن میں حسبِ تقاضائے حالات اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کا تعلق تعزیرات، معاملات، معاہدات، مالیات اور شہادات وغیرہ سے ہے۔ ان کی نوعیت غور کی ہوتی ہے۔

۴- اجماع وتنسیخِ اجماع (CONSENSUS OF OPINIONS — AND ABROGATION OF CONSENSUS)

قانون سازی کے ذریعے کسی بھی اسلامی ریاست میں کسی فقہی اور قانونی مسئلے پر اجماع کا انعقاد ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی ایسا "مقامی اجماع" آئندہ کسی دور میں مطلوبہ شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے ——
(اجماعِ صحابہ اور امت کا اجماعِ قطعی اس سے مستثنیٰ ہیں)

مذکورہ بالا چاروں صورتیں نئی یعنی تشکیلی قانون سازی کی ہیں۔

تشریحی یا تعبیری قانون سازی

۱- ترجیحات (LEGAL PREFERENCES)

ا۔ ایک فقہی قول یا رائے کو دوسرے قول یا رائے پر ترجیح دینا

ب۔ احکامِ شریعت کے نفاذ کی ترکیب میں ایک کو دوسرے پر تنفیذی ترجیح دینا۔

۲- تلفیقات (LEGAL ADOPTIONS FROM — OTHER SCHOOLS)

Marfat.com

ایک فقہی مذہب کی پیروی کے باوجود بعض ناگزیر مسائل کے حل کے لیے بعض شرائط کے ساتھ کسی دوسرے فقہی مذہب کی تحقیق کو اپنانا۔

۳۔ تعبیرات (NEW LEGAL INTERPRETATIONS)

"اجتہادِ بیانی" کے اصول کے تحت بعض نصوصِ قرآن وسنّت کی ایسی نئی تعبیر کرنا جو جدید تقاضوں اور ضرورتوں کو بھی پورا کرے اور قرآن وسنّت کی اساسی تعلیمات سے بھی متصادم نہ ہو۔

۴۔ تبدّلات (SHIFTIVE SCALE OF VALUES)

شریعت کے اوامر و نواہی اور جواز و عدم جواز کے دائروں کے اندر رہتے ہوئے حسبِ ضرورت بعض احکام کے مدارج میں تبدیلی کرنا۔ یہ کام بھی استصلاحی غرض سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً کسی فعلِ مکروہ کو عملاً مکروہ قرار دینا یا کسی فعلِ مستحب اور فعلِ مسنونہ کو عملاً واجب کی طرح تصوّر کرنا۔ یہ قانون سازی درج ذیل فقہی اور شرعی تصوّرات پر مبنی ہو گی:

۱۔ اجماع
۲۔ اجتہادِ بیانی
۳۔ اجتہادِ قیاسی
۴۔ استحسان
۵۔ استصلاح (مصالح مرسلہ)
۶۔ استدلال
۷۔ استصحاب
۸۔ ضرورتِ شرعی
۹۔ اضطرار
۱۰۔ عرف وعادۃ
۱۱۔ نظائرِ شرعیہ
۱۲۔ قضایٔ حکام
۱۳۔ اقوالِ فقہاء
۱۴۔ تغیرِ زمان سے تغیرِ احکام کا اصول وغیرہ

قانون سازی میں اجتہاد کا مقام

قانون سازی کے تمام عمل میں اجتہاد کو مرکزی اور بنیادی حیثیت حاصل

Marfat.com

ہے۔ کیونکہ قانونِ اسلامی کی بالعموم دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔

ہیئتِ اصلیہ (ACTUAL SPIRIT)

ہیئتِ کذائیہ (STRUCTURAL FORM)

قوانینِ شریعت کی ہیئتِ اصلیہ، انسانی زندگی کے تحرّک اور ارتقار کی ضمانت مہیّا کرتی ہے جب کہ ہیئتِ کذائیہ کا مقصد ان میں نظم وضبط اور انقیاد پیدا کرنا ہے۔ جب تقاضے اور مؤثرات بدل جائیں اور ان کے باعث انسانی زندگی کے احوال میں بھی تغیّر رونما ہو جائے تو قانون کی اصل غایت اور روح کو برقرار رکھنے بلکہ اس کی افادیت اور اثر انگیزی کو بحال رکھنے کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ اس کی ہیئتِ کذائی کا ازسرِنو جائزہ لیا جائے تاکہ قانون کے نظم ونسق کا پہلو زندگی کے تحرّک وارتقار کے پہلو سے متصادم نہ ہونے پائے۔ کیونکہ ان کے باہمی تضاد اور تناقض سے نہ صرف انسانی زندگی کا تحرّک جمود میں بدل جاتا ہے بلکہ مطلوبہ ضبط وانقیاد کا حصول بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس فریضے کی ادائیگی قانون سازی کے عمل میں "اجتہاد" کے ذریعے ہوتی ہے۔

اسی سے قوانینِ شریعت کو ہر دَور کے بدلتے ہوئے حالات میں مؤثر نفاذ کی ضمانت ملتی ہے، اسی سے وہ فی الواقع نتیجہ خیز بنتے ہیں اور اسی سے ان کی ابدیت و آفاقیت قائم رہتی ہے۔

اجتہاد کی تعریف

قرآن، سنّت اور اجماع کی روشنی میں مقررہ شرائط کے مطابق استنباط و استخراج کے طریقے پر شرعی احکام اور قوانین کی تشکیل، تجدید، تفصیل، توسیع اور تنفیذ کے لیے ماہرانہ علمی کاوش کو اجتہاد کہتے ہیں۔

Marfat.com

قرآن و سنّت کے احکام کی تعبیرِ نو بھی اجتہاد ہے

ہمارے نزدیک قیاس و استنباط کے علاوہ قرآن و سنّت کے احکام کی تعبیرِ نو بھی اگر خود قرآن و سنّت ہی کی دیگر نصوص پر مشتمل نہ ہو تو بذاتِ خود اجتہاد کہلائے گی۔ کیونکہ تعبیر فی الحقیقت کسی حکم کے مفہوم کے تعیّن کا نام ہے۔ اسی کو "تفسیر" بھی کہتے ہیں۔ اگر کسی قرآنی حکم کے مفہوم کا تعیّن اور تشخّص یعنی اس کی تعبیر و تفسیر خود قرآن ہی سے میسّر آجائے تو یہ بھی فی نفسہٖ نصِ قرآنی ہوگی۔ جیسا کہ "تفسیر القرآن بالقرآن" کا انداز ہوتا ہے۔ یہی حال "تفسیر بالسنّۃ" کے انداز کا ہے۔ ہاں جب قرآن و سنّت کے کسی حکم کی تعبیر خود قرآن و سُنّت سے میسّر نہ آئے، علماء علومِ شریعت کی روح اور احوالِ واقعی کی حقیقت سے باخبر ہو کر اسے متعیّن کریں اور اس کے اطلاق و انطباق کا تشخّص کریں تو یہ کام فی نفسہٖ اجتہاد ہے۔

اجتہاد کی تین قسمیں ہیں:۔

۱۔ اجتہادِ قیاسی — جسے قیاسِ شرعی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۲۔ اجتہادِ استصلاحی — جو اجتہاد مصالح پر مبنی ہو مثلاً استحسان و استصلاح وغیرہ۔

۳۔ اجتہادِ بیانی — جدید علمی اور فکری ضرورتوں کی تکمیل کے لیے کتاب و سنّت کی نصوص کی قواعد کے مطابق تعبیرِ نو کا نام "اجتہادِ بیانی" ہے۔ یہ تعبیر کبھی عبارۃ النص سے، کبھی اشارۃ النص سے، کبھی دلالۃ النص سے اور کبھی اقتضاء النص سے متعیّن ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کتاب و سُنّت کی تعبیر کو اجتہاد قرار دینا یا نہ دینا، جیسا کہ بعض علماء و فقہاء نے اس امر پر اختلاف کیا ہے، محض نزاعِ لفظی ہے۔ کیونکہ تعبیرِ نصوص کے جواز اور ضرورت کے سب قائل ہیں۔ اب اس عمل کو اجتہاد کا

Marfat.com

نام دیا جائے یا کسی اور شے کا۔ اس کی رُوح اور افادیت بہرصورت قائم رہتی ہے اور یہی اصل مدعائے اجتہاد ہے۔

ماخذِ قانون کی حیثیت سے قرآن و سُنّت کا باہمی تعلق

جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام میں شارع اور شارح
(LAW-MAKING AUTHORITY)
&
(LAW-INTERPRETING AUTHORITY)
کی دونوں حیثیتیں حاصل ہیں۔ اسی طرح سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی بلاشبہ دونوں اہمیتوں کی حامل ہے۔ بنا بریں سُنّت، انہی دو جہتوں سے بطور ماخذ قانون قرآن کے ساتھ متعلق ہے۔

تشریعی جہت اور تشریحی جہت

۱۔ تشریعی جہت کے اعتبار سے، جن معاملات میں قرآن صراحت سے کوئی حکم صادر نہیں کرتا ان میں سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود اساسی قانون سازی کرتی ہے۔ مثلاً کفارۂ صوم وغیرہ۔

۲۔ تشریحی جہت کے اعتبار سے سُنّت کا تعلق قرآن کے ساتھ درج ذیل نوعیتوں کا ہے۔

(أ) تخصیص العام (SPECIFICATION OF GENERAL) مثلاً آیۃ الجلد کی بیان کردہ "حدِ زنا میں الزانی اور الزانیہ کے مفہوم کی تخصیص"، قرآن کے حکمِ وصیت پر ⅓ حصہ جائیداد کی حد کی تخصیص

(ii) تقیید المطلق (QUALIFICATION OF ABSOLUTE) حدِ سرقہ کے

Marfat.com

لیے نصاب کی قید وغیرہ

(iii) بیان المجمل (EXPLANATION OF IMPLICIT) مفہوم صلوٰۃ، تعدادِ رکعات اور تفصیلِ اوقات کا بیان وغیرہ

(iv) استثنیٰ (EXEMPTION) : (i) حرمتِ میتۃ میں مچھلی اور ٹڈی کا استثنیٰ (ii) غسلِ رجلین کے حکم میں "مسح علی الخفین" کا استثنیٰ۔

(v) الزیادۃ (ADDITION) (i) حدِ زنا کے ساتھ ایک سال قید یا جلاوطنی (تعزیبِ عام کا اضافہ)

(ii) جمع بین الاختین کے حکم پر پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کے جمع کی ممانعت

بعض علماء نے "نسخ القرآن بالسنۃ" کو جائز رکھا ہے اور اسے بھی سُنّت کے تشریعی دائرۂ عمل میں شمار کیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ تصوّر درست نہیں۔ قرآن کی آیت صرف قرآن ہی سے منسوخ ہو سکتی ہے، سُنّت سے نہیں۔

ائمہ اربعہ کے اجتہاد سے اختلاف کا مسئلہ

ہم شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اور بعض دوسرے اکابر اہلِ علم کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ اب ائمہ اربعہ کی رائے کے خلاف کوئی ایسا اجتہاد نہیں ہونا چاہیئے جس کی بنیاد پر کسی نئے فقہی مذہب کے معرضِ وجود میں آنے کے امکانات ہوں۔ کیونکہ ایسے نئے اجتہادات سے اُمّتِ مسلمہ میں فکری تفرقہ وانتشار کی کئی راہیں کھلیں گی۔ لہٰذا مسلمانوں کی علمی وفکری سلامتی اسی میں ہے کہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہی کسی کے اجتہاد کی پیروی کرتے ہوئے پہلے سے موجود فقہی مذاہب میں سے کسی کے ساتھ اصولی طور پر منسلک رہیں۔ تاکہ عصرِ حاضر کے اہلِ علم کی فقہی تحقیق اور قانونی اجتہاد بجائے "آزادانہ رائے زنی" کے ایک ضابطے

Marfat.com

اور اصول کا پابند رہے ۔ جدید اجتہادی تحقیقات کی راہ میں یہ مسلکِ اعتدال ہی علماً کے نتائجِ فکر کی صحت و سلامتی کا ضامن ہو سکتا ہے ۔ ہمارے نزدیک اسی تصور کا نام "تقلید" ہے ۔ تقلید ائمہ اربعہ کے وضع کردہ اصولوں کی پیروی میں تقاضائے وقت کے تحت نئے اجتہادات کا دروازہ بند کرنے کا نام نہیں ۔ یہ تو فکری جمود اور تعطّل ہوگا جو نتیجتاً امتِ مسلمہ کی علمی موت کا باعث بھی ہو سکتا ہے ۔ اس ضمن میں درج ذیل وضاحتی نکات کا ذہن نشین ہونا ضروری ہے ۔

۱۔ ائمہ اربعہ کے اجتہادات دو اقسام پر مشتمل ہیں ۔

i۔ اساسی اجتہادات

ii۔ ذیلی اجتہادات

i۔ اساسی اجتہاد سے ہماری مراد ایسا اجتہاد ہے جس نے فقہی تحقیق کا بنیادی ضابطہ تشکیل دیا ۔ مثلاً شریعت کے مصادر و مآخذ کا تعین، ان کی ترتیب اور ایک دوسرے پر ترجیح کے اصول، ان کی تعریفات و تفصیلات، آیاتِ قرآنی کی فقہی توضیحات کے اصول و اسلوب، قرآنِ مجید اور احادیث و آثار سے استنباطِ احکام کے طریقے، احادیث و روایات کے ردّ و قبول کے معیارات، تبدّلِ احکام کی شرائط و ضوابط وغیرہ علیٰ ہٰذہ القیاس ۔۔۔ ایسے بنیادی اجتہادات جن سے ہر فقہی مذہب کا وجود اور ان کا تشخص عبارت ہے اساسی نوعیت کے ہیں ۔

ii۔ وہ اجتہادات جن کا تعلق اساسی اصولوں کے تفصیلی اطلاق کے ساتھ ہے جو اجتہادی طریقِ کار میں تخریجِ مناط، تنقیحِ مناط اور تحقیقِ مناط وغیرہ کی تفصیلات و جزئیات سے بحث کرتے ہیں اور مخصوص احوالِ زمانہ اور تقاضائے حالات میں انطباقی حیثیت رکھتے ہیں ۔ جن کا تعلق خاص طور پر ان ادوار کی حکمتوں اور مصلحتوں سے تھا ۔ جو اصولوں کی تشکیل کے بجائے اخذِ نتائج سے متعلق ہیں یا صرف تعبیر و تشریح

Marfat.com

اور استنباط و استخراج سے ایسے اجتہادات ذیلی نوعیت کے ہیں۔

۲۔ مذکورہ بالا مفہوم کے مطابق ائمہ اربعہ کے اساسی اجتہاد کی پیروی کرتے ہوئے ذیلی اجتہادات میں اگر کوئی اختلاف ناگزیر ہو تو ہمارے خیال کے مطابق اس کے روا رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۳۔ جو اجتہادی مسائل خاص طور پر ائمہ اربعہ کے زمانے کے رسم و رواج پر مبنی تھے اور ان اجتہادات کی علت اس دور کے مخصوص تقاضے، حکمتیں اور مصلحتیں تھیں تو عصرِ حاضر کے بدلے ہوئے حالات میں ان مخصوص اجتہادات سے اختلاف ہمارے نزدیک فی الحقیقت سرے سے اختلاف ہی نہیں ہے۔ اگر نئی شرعی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ائمہ اربعہ ہی کے وضع کردہ اسلوبِ اجتہاد کے مطابق نیا اجتہاد کیا جائے جو ان سے ظاہراً مختلف ہو تو "حقیقتہً" یہ ان کے مخالف نہیں بلکہ ان کے مطابق و موافق ہوگا اور نہ ہی ایسا اجتہاد روحِ تقلید کے منافی تصور ہوگا۔

۴۔ جو مسائل ائمہ اربعہ کے دور میں موجود نہ تھے یا اس زمانے میں ان کا ادراک بوجوہ ممکن نہ تھا، مثلاً عصرِ حاضر کے کئی سیاسی، قانونی، اقتصادی، معاشی، معاشرتی، آئینی و بین الاقوامی معاملات جو خالصتاً اس دور کی پیچیدگیوں کی پیداوار ہیں۔ اس لیے انہوں نے ان پر کوئی اجتہاد نہ کیا، اور اگر ان کے مماثل بعض مسائل میں اجتہاد کیا بھی ہو تو وہ مسائل بھی بوجوہ موجودہ معاملات سے مختلف تھے۔ لہٰذا ایسے مسائل میں اجتہادِ نو ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسے ائمہ اربعہ سے اختلاف تصور کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرتے ہوئے اصولِ تلفیق کے تحت دوسرے امام کا اجتہاد بھی حسبِ ضرورت اپنایا جانا چاہیئے۔ عصرِ حاضر کی فقہی زندگی میں اس اصول کے اطلاق سے احکامِ شریعت کے نفاذ اور اجتماعی زندگی میں

Marfat.com

وحدت کے فروغ کے لیے راہ بخوبی ہموار ہو سکتی ہے۔ اس کی کئی مثالیں ائمہ مجتہدین کی تحقیقات میں ملتی ہیں۔ یہ وسعتِ نظر خود تصوّرِ تقلید میں ہی مضمر ہے۔ اسے بھی اپنے فقہی مذہب کے اجتہاد کے خلاف تصوّر نہیں کرنا چاہیئے۔ علامہ شامیؒ اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ نے اسی امر کی تصریح کی ہے۔

جہاں تک ائمہ اربعہ کے اساسی اجتہاد کے تابع حسبِ ضرورت اجتہادات کے جواز کے دلائل کا تعلق ہے۔ وہ کثرت کے ساتھ دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ہم یہاں صرف ایک ہی دلیل پر اکتفا کرتے ہیں۔

• جس طرح غیر منصوص مسائل اور معاملات میں تمام ائمہ نے بالاتفاق اجتہاد کی ضرورت اور اس کے جواز کو تسلیم کیا ہے۔ جس کی بنیاد خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ احکام ہیں جو آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو ارشاد فرمائے۔ مزید برآں حضور علیہ السلام، صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کا اپنا عمل بھی اسی امر کو بطورِ مسلمہ اسلوبِ علم کے واضح کرتا ہے اور ائمہ فقہ نے بھی خود اسی حکم کے تحت اجتہاد کیا ہے، لہٰذا مذکورہ بالا صورتوں میں ہر دَور کے علماءِ مجتہدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ بھی سنّتِ اجتہاد کو اسی طریق پر زندہ رکھیں جس طریق پر چلنے سے اجتہاد حکمِ فقہی کو تشکیل دے سکے، مطلق رائے کو نہیں۔

مزید برآں ائمہ اربعہ اور بالخصوص امامِ اعظم ابوحنیفہؓ نے ہماری بیان کردہ صورتوں کے مطابق نیا اجتہاد کرتے سے خود بھی منع نہیں کیا۔ بلکہ اس طریق کو اپنا طریقِ علم قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الانتقاء از ابن عبدالبرؒ ص ۱۴۳ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۰ھ۔ الملل والنحل از شہرستانیؒ برحاشیہ ابن حزمؒ۔ ج ۲ ص ۳۹۔

قانونِ اسلامی پر جمود کے اسباب

ایک عرصے سے اسلامی قانون پر جمود کی جو کیفیت طاری ہے۔ ہمارے خیال

Marfat.com

میں اس کے تین اسباب ہیں :-

۱- قدامت پرست مذہبی ذہن۔

۲- تجدّد پسند جدید ذہن۔

۳- نام نہاد مُسلم حکومتیں۔

۱- ہمارے قدامت پرست مذہبی ذہن نے (الّا ماشاء اللہ) تصوّرِ تقلید کو فی الواقع فکری تعطّل میں بدل دیا ہے اور اجتہاد کو عملاً شجرِ ممنوعہ بنا دیا ہے۔ اس لیے جو فقہی کام آج سے کئی سو سال پہلے کی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے ہوا تھا، اسے تمام تفصیلات و جزئیات سمیت ہر اعتبار سے آج کے دَور کے لیے بھی من وعن کافی ووافی سمجھ لیا گیا ہے۔ عام مذہبی طبقہ اسے عملاً اور واقعۃً قرآن وسُنّت کی طرح ہمیشہ کے لیے حتمی وقطعی سمجھتا ہے اور اس سے جزوی اختلاف یا اس میں اجتہادِ نو کو فعلِ حرام تصوّر کرتا ہے۔ اس نے قرآن وسنّت اور اجتہادی آراء وعلوم کے درمیان امتیاز کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ اس لیے کتبِ فقہ وحی کا بدل تصوّر ہونے لگی ہیں۔ اور ان کی موجودگی میں نئے فقہی اجتہاد کو سَراسَر اسلام کے خلاف سازش تصوّر کیا جاتا ہے۔ ان خیالات نے بالعموم علماء کرام کو جدید تعلیم کی ضرورت کے احساس سے بھی بے نیاز کر دیا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عصری علوم وفنون کو پڑھنا دنیا داری ہے اور دینداری صرف قدیم طرز کے دینی مدارس میں اُس علم کی تحصیل سے ہی عبارت ہے جو آج سے کئی سو سال پہلے کی علمی ضروریات کی تکمیل کے لیے مرتّب کردہ نصابِ تدریس پر مشتمل ہے۔ لہٰذا محض معقولات ومنقولات کے مذکورہ بالا متداول درسی علوم کی تحصیل کے ساتھ جدید تعلیم سے آراستہ نہ ہونے کی بناء پر وہ اس وقت کے جدید اور متنوع مسائل کی حقیقت اور اہمیت سے کما حقہٗ شناسا نہیں ہو پاتے، جس کے نتیجے میں ان کی علمی قابلیت، عصری پیچیدگیوں کے حل کے لیے عملاً اپنی افادیّت کھو بیٹھتی ہے

Marfat.com

بنا بریں اسلامی فکر ارتقار کی مطلوبہ منزل کی طرف نہیں بڑھ سکتا نتیجۃً نہ صرف اسلامی قانون بلکہ دیگر فنون بھی تدریجاً جمود کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

۲۔ ہمارا تجدّد پسند جدید ذہن علمار کے مذکورہ بالا عمومی رویّے کے ردِ عمل کے طور پر عصری مسائل کے لیے "اجتہاد" کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کی حقیقت سوائے "آزادانہ رائے زنی" کے اور کچھ نہیں۔ نہ وہ اجتہاد کی علمی و عملی شرائط کو پورا کرتا ہے اور نہ انہیں پورا کرنے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے وہ قرآن و سُنّت کے علوم اور فقہی و شرعی اجتہاد کی شرعی علمی تحقیقی لسانی اور مطالعاتی ضروریات سے بے خبر رہ کر بھی اپنی ذاتی رائے کو اجتہاد کے نام پر مسلّط کرنا چاہتا ہے۔ اس سے سوائے فکری التباس اور نظریاتی انتشار کے کچھ مُیسّر نہیں آسکتا۔ چونکہ ایسا "نام نہاد" اجتہادِ عالمانِ کم نظر، مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول نہیں لہٰذا اسلامی قانون جدّت و قدامت کی اس کشمکش کے باعث جمود و تعطّل کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جس طرح علمار کا طبقہ بالعموم جدید تعلیم کی اہمیت کا اندازہ نہیں کر رہا اسی طرح جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی بالعموم دینی علوم کی تحصیل کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جدید و قدیم علوم کے حامل طبقات کے درمیان موجود اس ذہنی بُعد اور طبعی اختلاف نے امّتِ مسلمہ کو انتہائی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ یہی امر ہر سطح پر دینی فکر اور اس پر تحقیق کے میدان میں جمود کا باعث ہے۔

۳۔ تیسری وجہ ہماری نام نہاد اسلامی حکومتیں اور ان کے اہلکار ہیں جو اپنے مخصوص مفادات اور غلامانہ ذہنیت کے باعث اس بُعد اور فاصلے کو ختم کرنے کے لیے تعلیمی دنیا میں کوئی موثر انقلابی قدم نہیں اٹھاتے اور اگر جدّت و قدامت کے موجودہ تضاد کے ہوتے ہوئے بھی اسلامی قانون پر طاری جمود کو توڑنے کی کوئی موثر انقلابی اور اجتہادی صورت ہو سکتی ہے تو اس کی راہ میں سیاسی خود غرضیاں حائل ہو جاتی ہیں۔ اگر معاشرہ کسی سطح پر بھی اس نوعیت کے جمود اور تعطّل کا شکار ہو جائے تو اس کا خاتمہ موثر انداز سے صرف

Marfat.com

حکمرانوں کی حکیمانہ، مخلصانہ اور اجتہادی وانقلابی کاوشوں سے ہی ممکن ہوتا ہے، کسی محکوم طبقے کی نجی کاوشوں سے نہیں۔ اس لیئے یہ ذمہ داری بھی زیادہ تر ہیئتِ حاکمہ کی ہوتی ہے کہ وہ عملِ اجتہاد کو رواں رکھے۔

ائمہ اربعہ کے اصولِ اجتہاد میں تغیّر و تبدّل کا مسئلہ

مختلف فقہی مذاہب کے وجود میں آجانے کے بعد اُمّتِ مسلمہ کا ائمہ اربعہ کے اصُولِ اجتہاد پر قولی اور فعلی اجماع واقع ہو چکا ہے۔ اس میں تغیّر و تبدّل عملاً اجماعِ اُمّت کے خلاف اقدام ہوگا اور اس سے نئے فقہی مکاتب کے وجود میں آنے کے امکانات پیدا ہوں گے جو بلاشک وشبہ اُمّت میں فکری انتشار کو جنم دیں گے۔ بنابریں ایسا تغیّر و تبدّل دینی حکمت ومصلحت کے منافی ہے۔ ہاں اگر کسی وقت امّتِ مسلمہ کو ایسے علمی اور فقہی مسائل درپیش ہوں جن کا حل کسی طور پر بھی ائمہ اربعہ کے اصولِ اجتہاد کے مطابق ہو سکتا ہو اور پوری اُمّت کے علماء ومجتہدین اس امر پر اتفاق کرتے ہوئے کسی اصول میں تغیّر و تبدّل تجویز کریں اور یہ فیصلہ بھی صریحاً اجماعِ اُمّت کے درجے کو پہنچ جائے تو ایسا کرنے میں ازروئے شریعت کوئی حرج نہ ہوگا کیونکہ شرعاً اجماعِ صحابہ کے علاوہ کوئی ایک اجماع بعد کے دَور کے اجماع سے منسوخ ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ "نسخِ اجماع" کی شرائط پوری کرتا ہو۔

لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نہ تو ائمہ اربعہ کے اصولِ اجتہاد پر پائے جانے والے اجماع کو منسُوخ کرنے کے لیے اب اس قدر "قوی اجماعِ امّت" آسانی سے واقع ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے اصولِ اجتہاد خود ہی اتنی وسعت، جامعیت اور ہمہ گیریت کے حامل ہیں کہ ان میں کسی تغیّر و تبدّل کی چنداں ضرورت نہیں۔ جب ان ہی کے اصولوں کے تحت اجتہادات میں اختلاف کی گنجائش موجود ہے تو پھر اصولِ

Marfat.com

اجتہاد کو بدلنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔

مجتہد کے ضروری اوصاف

ایک مجتہد میں درج ذیل اوصاف ہونے چاہئیں :-

۱- ایمان اور صحتِ اعتقاد و عمل
۲- عدالت، تقویٰ اور پرہیزگاری
۳- قرآنی علوم اور ان کے لوازمات کا ضروری علم
۴- احادیث، فنِ اصولِ حدیث اور متعلقہ لوازمات کا ضروری علم
۵- فقہ، فنِ اصولِ فقہ اور متعلقہ لوازمات کا ضروری علم
۶- عربی زبان و ادب سے صحیح واقفیت
۷- احکامِ شریعت کے مقاصد، اسرار و رموز اور حِکَم و مصالح پر گہری نظر
۸- استنباطِ احکام، تعبیرِ نصوص اور اجتہادی و قیاسی ضوابط کی کامل معرفت
۹- جدید پیش آمدہ مسائل کا صحیح فہم
۱۰- عصری تقاضوں کی صحیح واقفیت

اجتہاد کا صحیح طریقہ

اجتہاد بنیادی طور پر تین قسم کا ہوتا ہے :-

۱- اجتہادِ بیانی
۲- اجتہادِ قیاسی
۳- اجتہادِ استصلاحی

ان میں سے ہر اجتہاد اپنی نوع کے مخصوص ضابطوں کے مطابق ہونا چاہیئے

Marfat.com

مثلاً :-

(۱) اجتہادِ بیانی کے لیے جس کا تعلق تعبیرِ نصوص سے ہے طریقۂ اجتہاد یہ ہو کہ تعبیرِ احکام کے معاملے میں خاص و عام، مطلق و مقیّد، حقیقت و مجاز، صریح و کنایہ، مشترک و مؤول، ظاہر و خفی، نصّ و مشکل، مفسّر و مجمل اور محکم و متشابہ وغیرہ کی رعایت ملحوظ رکھی جاتے۔ استنباطِ احکام کے لیے عبارت النص، اشارۃ النص، دلالت النص اور اقتضاء النص وغیرہ کی رعایت پیشِ نظر رہے اور قرآن و سنّت کی تفسیر و تشریح کے دیگر فنی اصول سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد کیا جائے۔

(۲) اجتہادِ قیاسی کے لیے جو قیاسِ شرعی سے عبارت ہے اصل، فرع، حکم اور علّت کو متعیّن کیا جائے۔

تعیّنِ علّت اور اطلاقِ حکم کے لیئے :-

تخریجِ مناط، تنقیحِ مناط اور تحقیقِ مناط کا صحیح ضابطہ اپنایا جائے۔

مزید برآں تاثیرِ حکم اور نوعیتِ اجتہاد کے تشخّص کے لیے، علّتِ ملائمہ، علّتِ غریبہ و مستنبطہ اور علّتِ مرسلہ میں امتیاز کیا جائے۔

اور علّت و حکم میں اتحاد کی صورت میں :-

اتحاد فی النوع یا اتحاد فی الجنس وغیرہ جیسے اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اجتہاد کیا جائے۔

(۳) اجتہادِ استصلاحی کے لیئے، جو مصلحت و ضرورت سے عبارت ہے استحسان، مصالح مرسلہ، استصحاب، استدلال، عرف و عادت، ضرورت، اضطرار اور تغیّرِ زمان وغیرہ کے مسلّمہ فقہی اصولوں اور ضابطوں کو ملحوظ رکھ کر اجتہاد کیا جائے۔ اگر مذکورہ بالا شرائط اور قواعد کے مطابق اجتہاد کیا جائے تو وہ اجتہاد صحیح ہوگا ورنہ مجرّد رائے۔

Marfat.com

اسلامی ریاست میں اجتہاد کو قانون کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوگا؟

اس سلسلے میں ہمارے غور و خوض اور فکر و تامل کا نتیجہ یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں اسلامی ریاست کے لیے " اجتماعی اجتہاد " یعنی اجتہاد الجماعۃ ہی قانون کی حیثیت سے قابلِ قبول ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ اُمتِ مسلمہ میں موجود گروہی ، مسلکی اور طبقاتی تقسیم کے باعث واقعۃً " اجتہاد الفرد " یعنی انفرادی اجتہاد آج ریاستی سطح پر مؤثر کردار ادا نہیں کرسکتا ۔ اجتماعی زندگی میں حالات و مسائل کے تنوّعات اور پیچیدگیاں بھی اسی امر کا تقاضا کرتی ہیں ۔ اس اجتہاد کو " ریاستی اجماع " کا درجہ حاصل ہوگا ۔ اس کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر اسلامی ریاست اپنے اپنے مخصوص حالات و مقتضیات کے مطابق جُداگانہ طور پر اجتہاد کی " اجتماعی صورت " اپنائے ۔

ہر ریاست ایک ایسا قومی ادارہ تشکیل کرے جو دو ایوانوں پر مشتمل ہو ۔ ان میں سے ایک " شورائے عام " اور دوسرا " شورائے خاص " کہلائے گا ۔ " شورائے خاص " صرف جید علماء و فقہاء اور مختلف عصری علوم و فنون اور معاملات کے ماہرین و متخصصین پر مشتمل ہو ۔ ان میں سے بعض تناسبِ آبادی کے اعتبار سے منتخب کیے جائیں اور بعض معیّنہ کوٹے کے مطابق نامزد ۔

جب کہ " شورائے عام " پورے ملک سے مُنتخب نمایندوں پر مشتمل ہو ۔ ان نمایندوں کے لیے بھی کم از کم معیارِ تعلیم اور معیارِ اخلاق مقرر ہو تاکہ وہ قومی نمایندے صاحبِ عدالت اور اہلِ رائے ہونے کی شرائط پوری کرسکیں ۔

یہ دونوں ایوان باہمی مشاورت سے آئین و قوانینِ ریاست کی تشکیل و توضیح کے لیے اجتہاد کریں ۔

ان کا یہ " اجتماعی اجتہاد " بہر صورت :-

Marfat.com

(i) قرآن وسنّت کا پابند ہو اور اجماعِ ماسبق کی روشنی میں واقع ہو۔

(ii) ملک میں رہنے والے مسلمانوں کے اکثریتی فقہی مذہب کے بُنیادی ڈھانچے کے مطابق ہو مگر حسبِ ضرورت دوسرے فقہی مذاہب کو بھی جگہ دی جا سکے۔

(iii) اگر یہ دوایوانی مقننہ یا مجلسِ شوریٰ ضرورت محسوس کرے تو اہلِ علم وفکر کی کسی اور وقیع مجلس مثلاً اسلامی نظریاتی کونسل (ISLAMIC IDEALOGY-- COUNCIL) وغیرہ سے علمی اور فنی یا دیگر ماہرین (TECHNOCRATS) مشورہ طلب کر سکے۔

مذکورہ بالا طریقے پر اہلِ علم وفکر کی بھرپور مشاورت کے نتیجے میں جو "اجتماعی اجتہاد" وجود میں آئے گا۔ اسی کو اسلامی ریاست میں قانون کا درجہ حاصل ہوگا اور یہی مجلسِ شوریٰ اسلامی ریاست کی پارلیمنٹ (PARLIAMENT) یا نیشنل اسمبلی اور سینٹ وغیرہ کہلائے گی۔

ہماری تحقیق کے مطابق دورِ خلافتِ راشدہ کے اکثر اجتہادات اسی اجتماعی اور شورائی نوعیت کے تھے۔

Marfat.com

اسلام کے علمی، عملی، روحانی اور انقلابی پہلوؤں پر مشتمل

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی چند معرکۃ الآراء

تصانیف

تفسیر منہاج القرآن زیر تالیف

خطبات سیرت النبی و دروس تصوف زیر ترتیب و تدوین

۱۔ تسمیۃ القرآن (تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
۲۔ سورۂ فاتحہ اور تعمیر شخصیت
۳۔ اسلامی فلسفۂ زندگی
۴۔ اجزائے ایمان (حصہ اول)
۵۔ اجزائے ایمان (حصہ دوم)
۶۔ اجزائے ایمان (مکمل مجلد)
۷۔ ایمان اور اسلام
۸۔ فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟
۹۔ مناہج العرفان فی لفظ القرآن
۱۰۔ بلاسود بنکاری (عبوری خاکہ)
۱۱۔ منافقت اور اس کی علامات
۱۲۔ سیاسی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل
۱۳۔ معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل
۱۴۔ اجتہاد اور اس کا دائرہ کار
۱۵۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور فلسفۂ خودی
۱۶۔ تاریخ فقہ میں ہدایہ و صاحب ہدایہ کا مقام
۱۷۔ معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
۱۸۔ شہادت توحید
۱۹۔ اسلام اور طب جدید
۲۰۔ اقبال اور تصور عشق
۲۱۔ اسلام اور سائنس
۲۲۔ تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب
۲۳۔ حکمت استعاذہ (تفسیر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم)
۲۴۔ فلسفۂ تسمیہ (تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
۲۵۔ معارف اسم اللہ
۲۶۔ صفت رحمت کا شان امتیاز
۲۷۔ عصر حاضر اور فلسفۂ اجتہاد
۲۸۔ حصول مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی
۲۹۔ پیغمبرانہ جدوجہد اور اس کے نتائج
۳۰۔ قرآنی فلسفۂ تبلیغ
۳۱۔ فطرت کا قرآنی تصور
۳۲۔ پیغمبر انقلاب اور صحیفۂ انقلاب
۳۳۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم (وقت کی اہم ضرورت)
۳۴۔ علم۔ توجیہی یا تخلیقی
۳۵۔ دینی اور لادینی علوم کے اصلاح طلب پہلو
۳۶۔ مغربی اور اسلامی تصور قانون کا تقابلی جائزہ
۳۷۔ قرآنی فلسفۂ عروج و زوال
۳۸۔ نص اور تعبیر نص
۳۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مصلح سیاست
۴۰۔ قرآن اور شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

41 _ Islam in Various Perspectives
42 _ Quranic Concept of Human Guidance
43 _ Islam and Freedom of Human Will
44 _ Islamic Concept of Human Nature
45 _ Quranic Basis of Constitutional Theory
46 _ Philosophy of Ijtihad and The Modern World
47 _ Islamic Concept of Crime
48 _ Islam-The State Religion
49 _ Islamic Philosophy of Punishments
50 _ Islamic Concept of Law
51 _ Divine Pleasure (The Ultimate Ideal)
52 _ Islamic Philosophy of Human Life
53 _ Islam and Christianity
54 _ Islam and Modern Medicine
55 _ Finality of the Prophethood
56 _ What Islam is ?
57 _ Islamic Concept of Benevolence
58 _ Islam & Criminality
59 _ Legal Character Of Islamic Punishments
60 _ Classification Of Islamic Punishments
61 _ Legal Structure Of Islamic Punishments

اسلام کے علمی و عملی، فقہی و قانونی اور اخلاقی و روحانی موضوعات پر پروفیسر صاحب کے قریباً ۳۰۰ مسودات ترتیب و تدوین یا طباعت کے مراحل میں ہیں۔ ملنے کا پتہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور، فون: ۶۳۴۶۴ ۔ ای پلوم۔ شاہراہ قائد اعظم بالمقابل ہائی کورٹ لاہور، فون: ۵۲۰۹۶ ۔ المالک پلازہ B/6 نزد جہانگیر پارک ایمپرس مارکیٹ کراچی صدر فون: ۴۳۸۴۸۲

Marfat.com

اسلام کے علمی، عملی، روحانی اور انقلابی پہلوؤں پر مشتمل

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی چند معرکۃ الآراء

تصانیف

تفسیر منہاج القرآن زیر تالیف

خطبات سیرت النبی ﷺ و دروس تصوف زیر ترتیب و تدوین

(۱) تسمیۃ القرآن (تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
(۲) سورۂ فاتحہ اور تعمیر شخصیت
(۳) اسلامی فلسفۂ زندگی
(۴) اجزائے ایمان (حصہ اول)
(۵) اجزائے ایمان (حصہ دوم)
(۶) اجزائے ایمان (مکمل مجلد)
(۷) ایمان اور اسلام
(۸) فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟
(۹) مناہج العرفان فی لفظ القرآن
(۱۰) بلاسود بنکاری (عبوری خاکہ)
(۱۱) منافقت اور اس کی علامات
(۱۲) سیاسی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل
(۱۳) معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل
(۱۴) اجتہاد اور اس کا دائرہ کار
(۱۵) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور فلسفۂ خودی
(۱۶) تاریخ فقہ میں ہدایہ و صاحب ہدایہ کا مقام
(۱۷) معارف اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۸) شہادت توحید
(۱۹) اسلام اور طب جدید
(۲۰) اقبال اور تصور عشق
(۲۱) اسلام اور سائنس
(۲۲) تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب
(۲۳) حکمت استعاذہ (تفسیر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم)
(۲۴) فلسفۂ تسمیہ (تفسیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
(۲۵) معارف اسم اللہ
(۲۶) صفت رحمت کا شان امتیاز
(۲۷) عصر حاضر اور فلسفۂ اجتہاد
(۲۸) حصول مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی
(۲۹) پیغمبرانہ جدوجہد اور اس کے نتائج
(۳۰) قرآنی فلسفۂ تبلیغ
(۳۱) فطرت کا قرآنی تصور
(۳۲) پیغمبر انقلاب اور صحیفۂ انقلاب
(۳۳) عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم (وقت کی اہم ضرورت)
(۳۴) علم۔ توجیہی یا تخلیقی
(۳۵) دینی اور لادینی علوم کے اصلاح طلب پہلو
(۳۶) مغربی اور اسلامی تصور قانون کا تقابلی جائزہ
(۳۷) قرآنی فلسفۂ عروج و زوال
(۳۸) نص اور تعبیر نص
(۳۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مصلح سیاست
(۴۰) قرآن اور شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۴۱ _ Islam in Various Perspectives
۴۲ _ Quranic Concept of Human Guidance
۴۳ _ Islam and Freedom of Human Will
۴۴ _ Islamic Concept of Human Nature
۴۵ _ Quranic Basis of Constitutional Theory
۴۶ _ Philosophy of Ijtihad and The Modern World
۴۷ _ Islamic Concept of Crime
۴۸ _ Islam-The State Religion
۴۹ _ Islamic Philosophy of Punishments
۵۰ _ Islamic Concept of Law
۵۱ _ Divine Pleasure (The Ultimate Ideal)
۵۲ _ Islamic Philosophy of Human Life
۵۳ _ Islam and Christianity
۵۴ _ Islam and Modern Medicine
۵۵ _ Finality of the Prophethood
۵۶ _ What Islam is ?
۵۷ _ Islamic Concept of Benevolence
۵۸ _ Islam & Criminality
۵۹ _ Legal Character Of Islamic Punishments
۶۰ _ Classification Of Islamic Punishments
۶۱ _ Legal Structure Of Islamic Punishments

اسلام کے علمی و عملی، فقہی و قانونی اور اخلاقی و روحانی موضوعات پر پروفیسر صاحب کے قریباً ۳۰۰ مسودات ترتیب و تدوین یا طباعت کے مراحل میں ہیں۔

ملنے کا پتہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور، فون: ۶۳۴۶۴ ـ ای پلوم۔ شاہراہ قائد اعظم بالمقابل ہائی کورٹ لاہور، فون: ۵۲۰۹۶، المالک پلازہ B/6 نزد جہانگیر پارک ایمپریس مارکیٹ کراچی صدر فون: ۴۳۸۴۸۲

Marfat.com